SRR & CVR GOVERNMENT DEGREE COLLEGE

VIJAYAWADA, KRISHAN DIST., A.P

NAAC B+GRADE(CGPA:2.60)

DEPARTMENT OF URDU

2020-21 BA. (EHP)U/M

STUDENTS SEMINAR

NAME OF THE STUDENT	**: Md. Tayyab**
CLASS	**: II BA,EHP(U/M)**
SEMESTER	**: Ill SEMESTER**
Regd. No.	**20101401**
TOPIC	**: Dastaan bagon bahar**
DATE OF SEMINAR	**:17.06.2020**
NAME OF THE LECTURER	**: AFROZ BEGUM**

جواب: داستان نگار کا تعارف:

میر امن اردو کے ایک مشہور شاعر اور داستان نگار ہیں۔ انہوں نے داستانوں میں حقیقت کے علاوہ دنیا کی بے ثباتی اور کائنات کے پیدا کرنے کے مقصد کو واضح کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ خاص کر آپ نے اس داستان شروع قصے کا میں خالص ہندوستانی تہذیب کو پیش کیا ہے۔ ساتھ ہی اس بات کی دعوت دینے کی کوشش کی ہے کہ اللہ تعالی قادر مطلق ہے عزت ذلت شہرت حکومت سلطنت اور اولاد اس کی قدرت میں سے ہے۔ وہ جسے چاہے جیسا چاہے اور جتنا چاہے اپنی قدرت سے نوازتا ہے اس کے لئے وقت عمر اور جگہ کی کوئی قید نہیں۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ لہذا انسان کے لئے ضروری ہے کہ کسی چیز یا نعمت کے نہ ملنے پر قدرت کی طرف سے مایوس نہ ہو۔ بلکہ اپنی جدوجہد اور عبادت کے ذریعہ خدا سے مانگے ساتھ ہی آپ نے اپنے اس مضمون کے ذریعہ اس بات کی کوشش کی ہے کہ زندگی میں خوشی غم، سکھ دکھ عیش و آرام زندگی کا ایک حصہ ہے۔ لہذا انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر حال میں اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو امید سے اپنے آپ کو ہمیشہ جوڑے رکھے۔ جب کبھی اللہ کی رحمت جوش میں آئے گی تو پھر زندگی سنور سنور جائے گی۔

Q 2 8M

"شروع قصے کا" کا خلاصہ:

میر امن اردو کے ایک مشہور داستان نگار ہیں۔ مضمون شروع قصے کا میں میر امن ایک بادشاہ کے حالات بیان کرتے ہیں جس کا نام بادشاہ آزاد بخت ہے۔ اور اس کا آغاز بادشاہ آزاد بخت کے حصے سے ہوتا ہے۔ اور اسی پر داستان ختم ہوتی ہے اس لئے یہ قصہ اس داستان میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔

....

STUDENT SMEINAR

SRR & CVR GOVERNMENT DEGREE COLLEGE (A), VIJAYAWADA

NAME OF THE STUDENT : Shaik Hussainbi

CLASS : IBA,EHP(U/M)

SEMESTER : llSEMESTER

Regd. No. : 21101406

TOPIC : Madam aur Gurez

DATE OF SEMINAR :17.06.2021

NAME OF THE LECTURER :AFROZ BEGUM

NAME OF THE STUDENT : Humera Banu

CLASS : II BA,EHP(U/M)

SEMESTER : Ill SEMESTER

Regd. No. 20101409

TOPIC :Galib k qutoot

DATE OF SEMINAR :17.06.2020

NAME OF THE LECTURER : AFROZ BEGUM

سے لکھئے؟

جواب: اردوادب میں غالبؔ کے خطوط کی اہمیت تاریخی وادبی، تہذیبی و ثقافتی اور نجی حالات کے بیان ہونے کی وجہ سے ہے۔ان مختلف حیثیتوں کی وجہ سے غالب کے خطوط اردو مکاتیب کی دنیا میں اپنی مثال آپ ہیں۔

غالبؔ نے ایک ایسے زمانے میں اردو میں خطوط لکھنے شروع کئے جبکہ ابھی فارسی کا چلن عام تھا۔اورلوگ اپنے دوست احباب کو فارسی ہی میں خط لکھا کرتے تھے۔غالب نے اردو میں جب خط لکھنا شروع کیا تو گویا انہوں نے اردوزبان کو زندگی کے عام معاملات میں استعمال کے قابل بنایا۔غالبؔ کے اردو خطوط نے عوام کے رجحان کو نہ صرف اردو مکتوب نگاری کی طرف منتقل کیا بلکہ یہ زبان جو نثر کے لحاظ مقفی و مسجی تھی سادہ، رنگین، سہل و آسان ہو کر زندگی کی ترجمانی کا حق ادا کرنے لگی۔غالبؔ نے مراسلہ کو مکالمہ بنادیا۔اورہم غالبؔ کے اس طرز کی وجہ سے ہجر میں وصال کے مزے لیا کرتے ہیں۔

غالبؔ ایک پہلودار شخصیت کے مالک تھے۔ان کے مکاتب میں بھی یہی چیز پائی جاتی ہے۔ان کے مکاتیب اردو ادب میں سادہ و سلیس شائستہ اور شگفتہ اسلوب کا حرف آخر ہیں۔مکاتب غالبؔ میں خود غالب کی نجی زندگی کا پہلو بہت زیادہ ہے۔جیسے ان کے اسلاف کا ذکر، ان کے خاندان کے حالات، ترک وطن کرنا، ملازمتیں اور اموات، بچپن کے واقعات، معاشی بے فکری و شادی، تعلیم و تربیت، معاشی دشواریوں کا آغاز، بہادرشاہ ظفر کے دربار میں خلعت (لباس) کا پانا۔1857ء کے واقعات، پنشن کا بند ہونا، اس کی اجرائی کے دوڑ دھوپ، ضعیفی کی تکلیف، ناسازی صحت کا ذکر وغیرہ وغیرہ۔

جواب نہیں ملتا تو شاعر کہتا ہے شاید تو خود بھی اُس کا نام نہیں جانتا ہے۔ مین بتاتا ہوں اُس کا نام بہادر شاہ اور شعر میں ایک ڈرامائی انداز پیدا کر دیا ہے۔

تو نہیں جانتا تو مجھ سے سن
نام شاہنشہ بلند مقام
قبلۂ چشم دل بہادر شاہ
مظہر ذوالجلال و اکرام

گریز: قصیدہ کا سب سے نازک حصہ ہے اور تشبیب اور مدح کے درمیان کی کڑی ہے اور ان دونوں میں ربط پیدا کرنا اُس کا کام ہے۔ یہاں ایک یا اُس سے زائد شعر بھی استعمال کیے جاسکتے ہیں۔ بقول ابو محمد سحر گریز کا سب سے بڑا حسن یہ ہے کہ تشبیب کہتے کہتے شاعر مدح کی طرف اس طرح گھوم جائے جیسے بات میں بات پیدا ہوگئی ہو۔ یہی خوبی کی وجہ سے گریز قصیدہ کا مہتمم بالشان حصہ ہے اور شاعر کا کمال سمجھا جاتا ہے۔ عربی

SRR & CVR GOVERNMENT DEGREE COLLEGE (A), VIJAYAWADA

STUDENT SEMINAR

NAME OF THE STUDENT	**: Shaik Farzan**
CLASS	**: I BA,(EHP)U/M**
SEMESTER	**: Il SEMESTER**
Regd. No.	**: 21101402**
TOPIC	**: Amjad Hyderabadi ki halat zindagi**
DATE OF SEMINAR	**:17.06.2022**
NAME OF THE LECTURER	**: AFROZ BEGUM**

SRR & CVR GOVERNMENT DEGREE COLLEGE (A),
VIJAYAWADA

STUDENT SEMINAR

سوال (2) مثنوی کی تعریف بیان کیجئے

جواب: مثنوی ایک مقبول صنف سخن ہے اس میں کوئی طویل داستان یا قصہ نظم کیا جاتا ہے۔ مثنوی اصطلاح میں اس مسلسل نظم کو کہتے ہیں جس کی ہر بیت کے دو مصرے ہم قافیہ ہوں اور سب اشعار ایک ہی بحر میں ہوں اور اس میں نہ اشعار کی قید ہے اور نہ غزل کی طرح ردیف وقافیہ کی پابندی۔ اس کی ہر بیت کے دونوں مصرے باہم مقفّی ہوتے ہیں اور ہر شعر کے بعد قافیہ بدلتا رہتا ہے مثنوی کی ابتداء ایران میں ہوئی شاہ نامہ فردوسی اور مثنوی مولانا روم فارسی کی شہرہ آفاق مثنویاں ہیں مثنوی کی ابتداء میں توحید مناجات اور مدح حاکم وقت و تعریف سخن و عشق اور تصیف وتالیف کا سبب بیان کرنا نظامی گنجوی کی ایجاد ہے۔ پہلے یہ بات ضروری نہیں تھی۔ فارسی مثنوی کے لئے سات وزن (سات بحریں) مقرر تھیں اردو میں ابتداء ان میں چند اوزان کا اضافہ کیا گیا، بعد میں یہ قید ختم ہوگئی اور کسی بھی وزن میں مثنوی لکھی جانے لگی۔ اردو میں کثیر الاوزان مثنویاں ملتی ہیں۔ نظامی گنجوی تے پانچ مماثل موضوعات کی طویل مثنویاں کو ملا کر ''پنج گنج نظامی'' کہی انہیں خمسہ نظامی بھی کہا جاتا ہے ان کی تقلید میں امیر خسرو نے بھی خمسے لکھے ہیں اردو میں باقر آگاہ نے بھی خمسہ لکھا ہو ''خمسہ مستحرہ اوج آگاہی'' کے نام سے مشہور ہے۔ اردو ہی میں نواب اعظم الدولہ سرور لا دہلوی نے سات افسانوی مثنویاں ''سبع سیارہ'' کے نام سے لکھی ہیں۔

سرزمین کی دکن میں بے شمار مثنویاں لکھی گئیں جن میں وجہی کی قطب مشتری، غواصی کی سیف الملوک وبدیع الجمال، ابن نشاطی کی پھول بن اور نصرتی کی گلشن عشق وعلی نامہ نہایت مشہور ومعروف ہیں۔

SRR & CVR GOVERNMENT DEGREE COLLEGE (A), VIJAYAWADA

STUDENT SEMINAR

NAME OF THE STUDENT	**: Abdul Aiman**
CLASS	**: IBA (EHP) U/M**
SEMESTER	**: Il SEMESTER**
Regd. No.	**: 21101403**
TOPIC	**: Meer Hasan ki halat zindagi**
DATE OF SEMINAR	**:17.06.2022**
NAME OF THE LECTURER	**: AFROZ BEGUM**

SRR & CVR GOVERNMENT DEGREE COLLEGE (A), VIJAYAWADA

STUDENT SEMINAR

SRR & CVR GOVERNMENT DEGREE COLLEGE (A), VIJAYAWADA

STUDENT SEMINAR

سوال (5) میر حسن کی حالات زندگی پر ایک مختصر نوٹ لکھئے۔

جواب :- میر غلام حسین نام اور حسن تخلص 1737 کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ دہلی کے حالات جب خراب ہوئے تو یہ اپنے والد میر غلام حسین ضاحک کے ساتھ فیض آباد آئے۔ جو اس وقت اودھ کا دار السلطنت تھا۔ لیکن جب آصف الدولہ نے لکھنو آیا تو یہ بھی لکھنو چلے گئے۔

شاعری خاندان میں بزرگوں کے وقت سے چلی آرہی تھی۔ ان کے والد میر ضاحک مشہور شاعر تھے چنانچہ میر حسن نے ابتداء میں انھیں سے اصلاح لی، بعد میں میر درد کو کلام دکھانے لگے۔ جب دہلی چھوڑ کر لکھنو گئے تو میر ضیاالدین ضیا کے شاگرد ہوئے۔ مگر ان کا رنگ کچھ پسند نہ آیا۔ لہذا امیر اور سودا کے رنگ میں شعر کہنا شروع کیا۔ میر حسن کے یہاں تصوف اور روحانیت قابل دید ہے۔ غزلوں کے علاوہ قصائد بھی لکھے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ میر حسن کی حیات جاویدان کا راز نہ غزل ہے نہ قصیدہ میں پیش کیا۔ ان کے سامنے اگلے اور پچھلے کے شعراء کو سر تسلیم خم کرنا پڑا۔ اُردو میں نا اس سے پہلے کوئی اس پایۓ کی مثنوی ہوئی ہے اور نہ اب آئندہ کی امید ہے۔ اس لئے جس ماحول میں مثنویاں کہی جاتی تھی وہ مدت ہی ختم ہوگئی۔ فارسی ہو یا اردو دونوں زبان کے قریب قریب تمام مثنویاں کسی سلسلہ کی امید پر کہی گئی ہوں۔

یوں تو میر حسن نے کئی مثنویاں لکھی ہیں۔ لیکن ان کا بہترین کارنامہ سحر البیان ہے۔ جس میں بے نذیر اور بدرِ منیر کا افسانہ ہے۔ مولانا آزاد فرماتے ہیں کہ

'' زمانے نے اسکی سحر البیانی پر تمام شعراء اور تذکرہ نویسی سے مختصر شہادت لکھوایا''

STUDENT SEMINAR

اجزائے ترکیبی

تشبیب قصیدہ کی تمہید کو تشبیب کہتے ہیں عربی شعراء عشقیہ اشعار سے قصیدہ کا آغاز کرتے تھے۔ اسی نسبت سے اس حصہ کو تشبیب کا نام دیا گیا۔ تشبیب کے معنی ہیں شباب کا تذکرہ، حسن نسوانی کا ذکر۔ اُردو اور فارسی کے شعراء نے اس شرط کو باقی نہیں رکھا، اور اس میں کئی طرح کے مضمون درج کر کر وسعت دے دی۔ بعض نے تو اس میں غزل بھی شامل کرلی۔ ظاہر ہے یہاں عام غزل کی گنجائش تو نہیں ہوتی۔

تشبیب کا پہلا شعر قصیدہ کا مطلع ہوتا ہے، اور وہ یہی شعر ہے جو سامعین کو متوجہ کرلیتا ہے۔ یا بے توجہ کردیتا ہے۔ اس لئے شعراء نے اسے پُرکشش بنانے کی پوری کوشش کی ہے اسی لئے تشبیب کے مضمون کا انتخاب کرتے وقت ممدوح کی شخصیات کا خاص خیال رکھا جاتا تھا۔

بزرگانہ دین کے ممدوح میں لکھے گئے قصیدہ میں پند و نصیحت اور دنیا کی بے ثباتی جیسے مضامین اُن کی تشبیب کے موزوں ترین خیال کیے گئے۔

قصیدہ کا اصل مقصد ممدوح کی تعریف ہے اور تشبیب صرف اُس کی تمہید ہے۔ اسی لئے شعراء عرب نے یہ شرط لگائی تھی کے اُن کی تعداد مدح کی اشعار سے کم ہونی چاہئے۔

غالبؔ کا ایک قصیدہ بہادر شاہ ظفر کی مدح میں ہے، جس کی تشبیب یہ ہے۔

ہاں مہ نو سنیں ہم اس کا نام
جس کو تو جھک کے کر رہا ہے سلام

SRR & CVR GOVERNMENT DEGREE COLLEGE (A), VIJAYAWADA

STUDENT SEMINAR

NAME OF THE STUDENT	**:Mohammad Yasmeen**
CLASS	**: I BA (EHP) U/M**
SEMESTER	**: Il SEMESTER**
Regd. No.	**: 21101418**
TOPIC	**:**
DATE OF SEMINAR	**:17.06.2022**
NAME OF THE LECTURER	**: B. Nagamani**

SRR & CVR GOVERNMENT DEGREE COLLEGE (A),
VIJAYAWADA

STUDENT SEMINAR

السلام علیکم و رحمت اللہ وبرکاتہ

الوداع اُردو

سنو یہ فخر سے اک راز بھی ہم فاش کرتے ہیں
کبھی ہم منہ بھی دھوتے تھے، مگر اب واش کرتے ہیں

تھا بچوں کے لئے بوسہ مگر اب کِس ہی کرتے ہیں
ستاتی تھیں کبھی یادیں مگر اب مِس ہی کرتے ہیں

چہل قدمی کبھی کرتے تھے اور اب واک کرتے ہیں
کبھی کرتے تھے ہم باتیں مگر اب ٹاک کرتے ہیں

کبھی جو امی ابو تھے، وہی اب مما پاپا ہیں
دعائیں جو کبھی دیتے تھے وہ بڈھے سیاپا ہیں

کبھی جو تھا غسل خانہ، بنا وہ باتھ روم آخر
بڑھا جو اور اک درجہ، بنا وہ واش روم آخر

کبھی تو درد ہوتا تھا، مگر اب پین ہوتا ہے
پڑھائی کی جگہ پر اب نالج گین ہوتا ہے

معلم
Naseer

SRR & CVR GOVERNMENT DEGREE COLLEGE (A), VIJAYAWADA

STUDENT SEMINAR

NAME OF THE STUDENT	**: Shaik Nagoorbi**
CLASS	**: I BA(EHP)U/M**
SEMESTER	**: Il SEMESTER**
Regd. No.	**21101415**
TOPIC	**: Akbar Alaa Abadi k Halat zindagi**
DATE OF SEMINAR	**:17.06.2022**
NAME OF THE LECTURER	**: AFROZ BEGUM**

SRR & CVR GOVERNMENT DEGREE COLLEGE (A), VIJAYAWADA

STUDENT SEMINAR

SRR & CVR GOVERNMENT DEGREE COLLEGE (A), VIJAYAWADA

STUDENT SEMINAR

ایک دفعہ کا ذکر ہے ایک بادشاہ کو دو باز تحفے میں ملے ۔

اس نے اتنے خوبصورت پرندے کبھی نہیں دیکھے تھے ۔

بادشاہ نے دونوں پرندے اپنے ملازم کو دیے کہ وہ ان کی تربیت کرے ۔

ایک دن ملازم نے بادشاہ کو بتایا کہ ایک پرندہ اونچی اڑان اڑ رہا ہے اور دوسرا جس دن سے آیا ہے اپنی شاخ سے نہیں اڑ پا رہا ۔

بادشاہ نے مملکت کے تمام معالجوں اور جادوگروں کو طلب کر لیا لیکن کوئی اس باز کو نہ اڑا سکا ۔

بادشاہ نے اپنے مشیروں کے سامنے یہ مسئلہ رکھا ۔

گھنٹے دن اور دن مہینوں میں ڈھل گئے لیکن باز نہ اڑ سکا ۔

بادشاہ نے کسی ایسے شخص کو بلانے کا فیصلہ کیا جو قدرت سے گہری دلچسپی رکھتا ہو ۔

بادشاہ نے اپنے مشیروں کو حکم دیا کہ کسی ایسے شخص کو ڈھونڈ کر لاؤ جو برسوں جنگلات میں گزار چکا ہو ۔

اگلے دن بادشاہ باز کو محل کے باغوں میں اڑتے ہوئے دیکھ کر حیران رہ گیا ۔

بادشاہ نے اس شخص کو طلب کیا جس نے باز کو اڑایا تھا ۔

اس شخص کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا، بادشاہ نے پوچھا تم نے باز کو کیسے اڑایا؟

وہ مسکرا کر بولا میں نے وہ شاخ کاٹ دی جس پر باز بیٹھا تھا ۔

آگے بڑھنے کے مواقع بہت ہیں لیکن ہم آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کرتے ۔

ہم اپنی آسائشوں سے قدم باہر ہی نہیں نکالتے ۔

نئی آزمائشیں اور نئے تجربے ہی زندگی میں آگے بڑھنے کی وجہ بنتے ہیں ۔

آزمائشوں کا مقابلہ کریں یہی کامیابی کا واحد رستہ ہے ۔ ۔ Imagitor

SRR & CVR GOVERNMENT DEGREE COLLEGE (A), VIJAYAWADA

STUDENT SMEINAR

NAME OF THE STUDENT	**: Shaik Yaseera**
CLASS	**: IBA (EHP) U/M**
SEMESTER	**: Il SEMESTER**
Regd. No.	**: 21101410**
TOPIC	**:**
DATE OF SEMINAR	**:17.06.2022**
NAME OF THE LECTURER	**: B. Nagamani**

SRR & CVR GOVERNMENT DEGREE COLLEGE (A), VIJAYAWADA

STUDENT SMEINAR

NAME OF THE STUDENT	**: SK Farooq**
CLASS	**: IBA (EHP)**
SEMESTER	**: Il SEMESTER**
Regd. No.	**: 21101407**
TOPIC	**: Nazam Chand aur Taare**
DATE OF SEMINAR	**:17.06.2022**

SRR & CVR GOVERNMENT DEGREE COLLEGE (A), VIJAYAWADA

STUDENT SMEINAR

NAME OF THE LECTURER : AFROZ BEGUM

SRR & CVR GOVERNMENT DEGREE COLLEGE (A), VIJAYAWADA

STUDENT SMEINAR

SRR & CVR GOVERNMENT DEGREE COLLEGE (A), VIJAYAWADA

STUDENT SMEINAR

چاند اور تارے

(علامہ اقبال)

ڈرتے ڈرتے دم سحر سے
تارے کہنے لگے قمر سے
نظارے رہے وہی فلک پر
ہم تھک بھی گئے چمک چمک
کام اپنا ہے صبح وشام چلنا
چلنا چلنا مدام چلنا
بیتاب ہے اس جہاں کی ہر شئے
کہتے ہیں جسے سکوں نہیں ہے
رہتے ہیں ستم کشِ سفر سب
تارے انساں شجر حجر سب
ہوگا کبھی ختم یہ سفر کیا
منزل کبھی آئے گی نظر کیا
کہنے لگے چاند ہم نشینو!
اے مزرعِ شب کے خوشہ چینو!
جنبش سے ہے زندگی جہاں کی
یہ رسم قدیم ہے یہاں کی

STUDENT SMEINAR

کھا کھا کے طلب کی تازیانہ
اس رہ میں مقام بے محل ہے
پوشیدہ قرار میں اجل ہے
چلنے والے نکل گئے ہیں
جو ٹھہرے ذرا کچل گئے ہیں
انجام ہے اس خرام کا حُسن
آغاز ہے عشق، انتہا حُسن

نظم "چاند اور تارے" کا خلاصہ: "چاند اور تارے" مختصر نظم ہے۔ جو دو بندوں پر مشتمل ہے۔ ہر بند میں چھ اشعار ہیں پہلے بند میں چاند سے تاروں کے کچھ فکر انگیز سوالات ہیں۔ اور دوسرے بند میں ستاروں کے سوالات پر چاند حکیمانہ جواب دیا گیا ہے اقبال کی دیگر نظموں کی طرح اس نظم میں بھی انسانوں کیلئے کئی سبق آموز باتیں پیش کی گئی ہیں۔ اور انہیں حرکت وعمل کا پیام دیا گیا نظم کے آغاز پر اقبال کہتے ہیں کہ آسمان پر موجود تارے صبح کے ڈر سے چاند سے پوچھتے ہیں کہ آسمان پر ایک عرصے سے وہی منظر ہے۔ اس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ اور روزانہ صبح شام چمکتے چمکتے ہم تھک گئے ہیں۔ ہم ایک عرصے سے روشنی دینے کا کام کر رہے ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ نہ صرف ہم بلکہ اس جہاں اور کائنات کی ہر شئے بے چین و بے تاب لگ رہی ہے اور کسی کو سکون دکھائی نہیں دے رہا ہے۔ مسافر لوگ کسی نہ کسی سفر کی دشواریوں میں مبتلا ہیں۔ تارے انسان درخت پتھر غرض کائنات کی ہر شئے سکون کی تلاش میں سرگرداں دکھائی دے رہی ہے۔ کیا اس کائنات کا اور اس میں موجود چیزوں کا سفر بھی ختم ہوگا۔ یا کبھی انہیں سکون ملے گا کیا کبھی انہیں چین سفر کی منزل آئیگی۔

SRR & CVR GOVERNMENT DEGREE COLLEGE (A), VIJAYAWADA

STUDENT SMEINAR

NAME OF THE STUDENT	**: Naziya**
CLASS	**: I BA (EHP) U/M**
SEMESTER	**: Il SEMESTER**
Regd. No.	**21101417**
TOPIC	**: Daag Dehelvi k halat zindagi**
DATE OF SEMINAR	**:17.06.2022**
NAME OF THE LECTURER	**: AFROZ BEGUM**

SRR & CVR GOVERNMENT DEGREE COLLEGE (A),
VIJAYAWADA

STUDENT SMEINAR

:

SRR & CVR GOVERNMENT DEGREE COLLEGE (A), VIJAYAWADA

STUDENT SMEINAR

داغ دہلوی

نواب مرزا خان داغ 1831ء میں دہلی میں پیدا ہوئے ان کے والد کا نام شمس الدین خان تھا۔ سات سال کی عمر میں باپ کے سایہ سے محروم ہو گئے۔ ان کی تعلیم و تربیت لال قلعے میں ہوئی ذوق جیسے استاد شاعر سے اصلاح لیتے رہے اور ان کے ساتھ مشاعروں میں شامل ہوتے رہے۔ غدر کے ہنگامہ کی وجہ سے دلی چھوڑ کر رامپور آنا پڑا۔ یہاں داغ کی بڑی قدر ہوئی۔ رامپور کے بعد حیدرآباد میں ہے۔ وہاں نظام دکن نے ایک ہزار روپیے ماہوار پر استاد مقرر کیا۔ یہاں بھی ان کی قدر و منزلت ہوئی۔ اچھی تنخواہ علاوہ انعامات سے بھی نوازا گیا، ان کا انتقال حیدرآباد میں 1905 میں ہوا۔ داغ کے چار دیوان ہیں۔ ان کے کلام میں زبان کی روانی اور صفائی پائی جاتی ہے۔ مشکل الفاظ اور فارسی ترکیبوں سے انھوں نے گریز کیا ہے چلبلا پن اور شوخی ان کے کلام کی جان ہے۔ ان کے اشعار میں حسن و محبت دونوں شوخ اور بے حجاب ہیں، اُردو شاعری پر داغ کا بڑا اثر رہا۔

غزل گوئی: ۔ مقبولیت کے نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو داغؔ اُردو کے سب سے بڑے غزل گو ہیں۔ داغ کی اس مقبولیت ان کے کلام ہی میں موجود ہے۔ ان کی زندگی ایسے ماحول میں گزری جس آرام واطمینان تو نہیں تھا۔ لیکن اس کے باوجود عیش پرستی موجود تھی۔ داغ اسی ماحول میں رنگینی اور عیش و عشرت کی کہانیاں سنتے۔ اس کے ترجمان بن گئے۔ اپنے خاص سلیقے اور صلاحیت سے انھوں نے اس میں ایسے ایسے گوشے نکالے کہ وہ دور

SRR & CVR GOVERNMENT DEGREE COLLEGE (A), VIJAYAWADA

STUDENT SMEINAR

SRR & CVR GOVERNMENT DEGREE COLLEGE (A), VIJAYAWADA

STUDENT SMEINAR

سوال (2) مثنوی کی تعریف بیان کیجئے

جواب: مثنوی ایک مقبول صنف سخن ہے اس میں کوئی طویل داستان یا قصہ نظم کیا جاتا ہے۔ مثنوی اصطلاح میں اس مسلسل نظم کو کہتے ہیں جس کی ہر بیت کے دو مصرے ہم قافیہ ہوں اور سب اشعار ایک ہی بحر میں ہوں اور اس میں نہ اشعار کی قید ہے اور نہ غزل کی طرح ردیف وقافیہ کی پابندی۔ اس کی ہر بیت کے دونوں مصرے باہم مقفّی ہوتے ہیں اور ہر شعر کے بعد قافیہ بدلتا رہتا ہے مثنوی کی ابتداء ایران میں ہوئی شاہ نامہ فردوسی اور مثنوی مولانا روم فارسی کی شہرہ آفاق مثنویاں ہیں مثنوی کی ابتداء میں توحید مناجات اور مدح حاکم وقت و تعریف سخن و عشق اور تصیف وتالیف کا سبب بیان کرنا نظامی گنجوی کی ایجاد ہے۔ پہلے یہ بات ضروری نہیں تھی۔ فارسی مثنوی کے لئے سات وزن (سات بحریں) مقرر تھیں اردو میں ابتداء ان میں چند اوزان کا اضافہ کیا گیا، بعد میں یہ قید ختم ہوگئی اور کسی بھی وزن میں مثنوی لکھی جانے لگی۔ اردو میں کثیر الاوزان مثنویاں ملتی ہیں۔ نظامی گنجوی نے پانچ مماثل موضوعات کی طویل مثنویاں کو ملا کر ''پنج گنج نظامی'' کہی انہیں خمسہ نظامی بھی کہا جاتا ہے ان کی تقلید میں امیر خسرو نے بھی خمسے لکھے ہیں اردو میں باقر آگاہ نے بھی خمسہ لکھا ہو ''خمسہ مستحرہ اوج آگاہی'' کے نام سے مشہور ہے۔ اردو ہی میں نواب اعظم الدولہ سرور لا دہلوی نے سات افسانوی مثنویاں ''سبع سیارہ'' کے نام سے لکھی ہیں۔

سرزمین کی دکن میں بے شمار مثنویاں لکھی گئیں جن میں وجہی کی قطب مشتری، غواصی کی سیف الملوک وبدیع الجمال، ابن نشاطی کی پھول بن اور نصرتی کی گلشن عشق وعلی نامہ نہایت مشہور ومعروف ہیں۔

SRR & CVR GOVERNMENT DEGREE COLLEGE (A), VIJAYAWADA

STUDENT SMEINAR

NAME OF THE STUDENT	**: Shaik Afreen Sultana**
CLASS	**: IBA (EHP) U/M**
SEMESTER	**: Il SEMESTER**
	: 21101416
TOPIC	**: Allama Shubli Naumani**
DATE OF SEMINAR	**:17.06.2022**
NAME OF THE LECTURER	: **AFROZ BEGUM**

STUDENT SMEINAR

سوال : علامہ شبلی نعمانی کی نظم عدلِ فاروقی کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے۔

مولانا شبلی نعمانی ایک جامع کمالات شخص تھے۔ وہ بیک وقت اعلی درجہ کے شاعر "مورخ" فلسفی، نقاد، معلم، فقیہ، محدث اور مصلح سب کچھ تھے۔ ایسی گونا گوں صفات رکھنے والی شخصیت اُردو ادب میں ان کے بعد اب تک پیدا نہ ہوسکی۔

حضرت عمر فاروقؓ مسلمانوں کے دوسرے خلیفا گزرے ہیں، عمر فاروقؓ حکمرانی تقریباً آدھی دنیا تک پھیلی تھی۔ یعنی 23 لاکھ مربع زمین تک ان کی حکمرانی تھی۔ مولانا شبلی نعمانی اپنی نظم عدلِ فاروقی میں عمر فاروق کا ایک واقعہ پیش کیا ہے، واقعہ یہ ہے کہ مال غنیمت میں چادریں آئی ہوئی تھی مسجد میں ہر ایک کو ایک چادر دی گئی۔ عمر فاروق قد آور شخصیت تھے ایک چادر میں ان کا لباس بننا نہ ممکن بات تھی، نکتہ چین کو یہی شک تھا کہ عمر فاروقؓ مالِ غنیمت میں دو چادریں لئے ہیں حالانکہ ایسا نہیں تھا، عمر فاروق اپنی اور اپنے لڑکے کی دو چادریں ملا کر اپنا لباس تیار کیا تھا اور زیب تن تھے۔

ایک دن حضرت عمر فاروقؓ مسجد میں ممبر پر تشریف فرما تھے اور حاضریں سے پوچھے کہ میں تمہیں کچھ حکم دو وہ تمہارے لئے منظور ہے یا نہیں۔ ایک شخص یعنی نکتہ چین اٹھ کھڑا ہوا اور کہا ہم تمہارا حکم نہیں مانیگے، کیونکہ تمہاری عدل میں ہمیں نقص نظر آرہا ہے، کیونکہ کل مسجد کے صحن میں مالِ غنیمت کی چادریں تقسیم ہوئی تھی اور ہر ایک کہ حصہ میں ایک ہی چادر آئی تھی آپ کو بھی ایک ہی چادر لینا تھا یہی قانون تھا، مگر تمہارے جسم پر جو لباس نظر آرہا ہے ایک چادر میں بننا مشکل ہے، تم مالِ غنیمت سے اور چادر چُرا کر اپنا لباس تیار کیا ہے، تم تمہارے حصہ میں دو چادریں لینے کی وجہ ہمارے خلیفہ کے قابل نہیں ہیں اور ہم آپ کو خلیفہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں، نکتہ چین اپنی حد سے بڑھ رہا تھا حاضرین میں سے کسی کو یہ طاقت نہیں تھی کہ وہ نکتہ چین کو روک سکے، کیونکہ

STUDENT SMEINAR

ایک دن حضرت فاروقؓ نے منبر پہ کہا
کیا تمہیں حکم جو کچھ دوں تو کرو گے منظور
ایک نے اٹھ کے کہا یہ کہ نہ مانیں گے کبھی
کہ تیرے عدل میں ہم کو نظر آتا ہے فتور
چادریں مال غنیمت میں جو اب کے آئیں
صحن مسجد میں وہ تقسیم ہوئیں سب کے حضور
ان میں ہر ایک کے حصہ میں فقط اک آئی
تھا تمہارا بھی وہی حق کہ یہی ہے دستور
اب جو یہ تیرے جسم پہ نظر آتا ہے لباس
یہ اسی لوٹ کی چادر سے بنا ہوگا ضرور
مختصر تھی وہ روا اور ترا قد ہے دراز
ایک چادر میں ترا جسم نہ ہوگا مستور
اپنے حصہ سے زیادہ جو لیا تو نے تو اب
تو خلافت کے نہ قابل ہے نہ ہم ہیں مامور
گرچہ وہ حد مناسب سے بڑھا جاتا تھا
سب کے سب مہر بہ لب تھے چہ اناث و چہ ذکور
روک دے کوئی کسی کو یہ نہ رکھتا تھا مجال
نشہ عدل و مساوات سے سب تھے مخمور

STUDENT SMEINAR

اپنے فرزند سے فاروق معظم نے کہا

تم کو ہے حالت اصلی کی حقیقت پہ عبور

تمہیں دے سکتے ہو اس کا مری جانب سے جواب

کہ نہ پکڑے مجھے محشر میں مرا رب غفور

بولے یہ ابن عمرؓ سب سے مخاطب ہو کر

اس میں کچھ والد ماجد کا نہیں جرم و قصور

ایک چادر میں جو پورا نہ ہوا ان کا لباس

کر سکی اس کو گوارا نہ مری طبع غیور

اپنے حصہ کی بھی میں نے انہیں چادر دے دی

واقعہ کی یہ حقیقت ہے کہ جو تھی مستور

نکتہ چیں نے یہ کہا اٹھ کے ہاں اے فاروق

حکم دے ہم کو کہ اب ہم اسے مانیں گے ضرور

☆☆☆☆